Kashf Journal of Multidisciplinary Research
Vol: 02 - Issue 10 (2025)
P-ISSN: 3007-1992 E-ISSN: 3007-200X
https://kjmr.com.pk

فرہنگِ ہوبسن جوبسن:انیسویں صدی کے ہندوستان کے سیاسی، سماجی وثقافتی منظرنامے کی عکاسی

THE GLOSSARY HOBSON JOBSON:AN ACCOUNT OF THE SOCIO POLITICAL AND CULTURAL DYNAMICS OF NINETEENTH CENTUARY INDIA

Dr. Maria Termezi*
International Islamic University Islamabad.

**Corresponding Author:* maria.termezi@iiu.edu.pk

Article Info

This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) license https://creativecommons.org/licenses/by/4.0

Abstract

This study investigate the glossary of Hobson-Jobson as a crucial lexicographical and cultural text that illuminates the socio-political and commercial life of nineteenth-century colonial India.usualy glossaries are suppose to document the linguistic processes but detailed information reflects historical ,geograpgical and social aspects of india. The entries capture not only processes of linguistic borrowing and adaptation but also the broader realities of colonial administration, commercial networks. This article examines the glossary as historical source, highlighting how its entries reveal shifts in vocabulary, representations of Indian society, and the broader colonial context.

Keywords:

Hobson-Jobson, Anglo-Indian vocabulary, colonial India, nineteenth century, cultural history, british trade.

فرہنگِ ہوبسن جوبسن میجر ہنری یول اور ارتھر کوک برنل کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے۔ ان دونوں مستشرقین نے انیسویں صدی میں اس فرہنگ پر کام کیا۔ یوں یہ ۱۸۸۶ء میں پہلی بار لندن سے شائع ہوئی۔ اس اشاعت کے سترہ سال بعد ۱۹۰۳ء میں ولیم کرک (William Crooke) کا اضافہ شدہ ایڈیشن لندن سے شائع ہوا۔ بعد کے شائع ہونے والے ایڈیشن اس اضافہ شدہ ایڈیشن کی عکسی طباعتیں تھیں۔ البتہ کیٹ ٹیلچر (Kate Teltscher) نے ۲۰۱۳ء میں ہوبسن جوبسن کا ایک مختصر ایڈیشن شائع کیا۔

یہ فرہنگ تقریباً انیسویں صدی کے آخری حصے میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اس سے قبل مستشرقین کی بہت سی لغات شائع ہو چکی تھیں جن میں سے کچھ لندن اور کچھ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے شائع ہوئی تھیں۔ مگر یہ فرہنگ اپنی نوعیت اور ساخت کے حوالے سے اپنے سے پہلے لکھی ہوئی لغات میں اپنی انفرادیت برقرار رکھتی ہے۔ اس فرہنگ کے طویل عنوان میں اس کے بیشتر خصائص کا اظہار بھی ہو جاتا ہے۔ اس عنوان کا ممکنہ ترجمہ یوں ہو سکتا ہے۔ فرہنگِ ہوبسن جوبسن: اینگلو انڈین الفاظ و تراکیب اور متعلقات مع اشتقاق، تاریخی، جغرافیائی معلومات لسانی تغیرات مع استدلال۔ اس عنوان کے باغور جائزے سے فرہنگ کے وسیع دائرہ کار اور مصنفین کے مقاصد سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

1۔ فرہنگِ ہوبسن جوبسن کا تخصص :

مستشرقین کی لغت نویسی کی روایت میں فرہنگِ ہوبسن جوبسن ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں سنجیدہ لسانی مباحث پر گفتگو کی گئی ہے۔ مزید یہ کہ انیسویں صدی کے ہندوستان کی تہذیبی، سیاسی، سماجی اور معاشی تصویر کشی بھی فرہنگ کے متن میں ہو جاتی ہے۔ اس کا متن قارئین کو متنوع موضوعات سے متعلقہ معلومات پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ مندرجات فرہنگ کے ذیل میں دی گئی تفصیل کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ لفظ صرف ایک لفظ نہیں ہوتا بلکہ تاریخ کی ضخیم کتاب کا درجہ رکھتا ہے۔

1.1۔ نوآبادیاتی صورتحال کی عکاسی :

فرہنگ کے مندرجات کے بیان میں نوآبادکار کا نسلی تفاخر بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ گو کہ یول کے اندازِ تحریر پر مستشرق گل کرسٹ کی طرح یہ اعتراض تو نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ہندوستانیوں کی عزتِ نفس پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ مگر بین السطور نوآبادیاتی رویے کا اظہار ہمیں یول کی تحریر میں بھی مل جاتا ہے۔ البرٹ میمی سمیت نوآبادیات کے تمام نظریات اور ماہرین اس بات پر متفق ہے کہ نوآبادیاتی نظام کا قیام واستحکام اسی بات پر منحصر ہوتا ہے کہ نوآبادکار خود کو برتر اور نوآبادیاتی باشندوں کو کم تر ثابت کرے۔ اپنی برتری کو ثابت کرنے کے لیے نوآبادیاتی باشندوں کی تہذیب وثقافت کو قدیم اور دقیانوسی ثابت کیا جاتا ہے جب کہ اپنی تہذیب وثقافت کو اعلیٰ اور جدید زمانے کے تقاضوں کے عین مطابق ثابت کرتا ہے۔ نوآبادکار معاشرے کو دو دنیاؤں میں تقسیم کرتا ہے۔ یہ تقسیم ذہنی اور طبعی دونوں سطحوں پر کی جاتی ہے۔ ذہنی تقسیم میں روایات اور ترقی یافتہ تہذیب، تعلیم یافتہ ماحول اور سلجھے رویوں کو نوآبادکار کے ساتھ مخصوص کر لیا جاتا ہے جب کہ اس کے برعکس ضعیف روایات، زوال پذیر تہذیب تعلیم وتربیت سے عاری ماحول اور غیر شائستہ رویوں کو نوآبادیاتی باشندوں کے ساتھ جوڑا جاتا ہے اور اس سب ذہن سازی کے بعد نوآبادیاتی باشندوں کی اصلاح کے نام پر ان کے سخت تحقیر آمیز رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔[1] ان کی تہذیب کو ادنیٰ قرار دیتے ہوئے انھیں جانوروں کی مثالوں کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔ ایسی ہی مثال فرہنگ کے مندرجہ لفظ پرایا (Pariah) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ پرایا ہندوستان میں ایک ذات کا نام ہے۔ اس نام پر مصنف نے تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اسے یہاں کی نچلی ذات بتایا ہے۔ ایک رائے یہ بھی دی ہے کہ یہی اس زمین کے اصلی دراوڑی باشندے ہیں۔ مصنف خود لکھتے ہیں کہ یہ لفظ پورے ہندوستان میں ایک خاص انگریزی طرز گفتار نے نامعلوم ذات کے حامل لوگوں کے لیے پرایا کا غلط استعمال پھیلا دیا ہے۔ یہاں تک کہ لغات میں نامعلوم ذاتوں کو ہی پرایا لکھا گیا ہے۔[2] نوآبادیاتی رویے کا باخوبی اظہار اس سے

منسلک اصطلاح پرایاڈاگ (pariah dog) میں ہوتا ہے۔ یورپی نچلے درجے کے کتوں جو عام علاقوں میں پائے جاتے ہیں، کو یہ نام دیتے ہیں۔ یہاں تک اکثر و بیشتر ڈاگ کا لفظ حذف کرکے ان کتوں کو صرف پرایا کہہ کر پکارا جاتا ہے۔[3] انسانی ذات کے لیے مختص ایک نام کو کتوں کو دیے جانے سے نوآبادیاتی باشندوں کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ بخوبی نظر آجاتا ہے۔ دوسری جانب صاحب (sahib) کا قابل عزت نام انگریزوں کے لیے مختص کیا جانا۔ یول نے لکھا ہے کہ تکریماً سارے ہندوستان میں یورپی شرفا کے لیے مستعمل ہے۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ یورپیوں کے نام اور عہدے کے بعد لاحقے کے طور پر آتا ہے۔[4]

ایک طرف ہندوستانی ذات پرایا کا نام کتوں کے لیے مستعمل ہے۔ دوسری طرف حکومت برطانیہ کی وفادار فوج جو رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتی تھی، کو اعزازی نام نجیب (nujeeb) دیا جاتا تھا۔[5] یعنی نوآبادیاتی باشندے کسی بھی قسم کی عزت و تکریم کے حقدار تصور نہیں کیے جاتے لیکن نوآبادکاروں سے وفاداری واحد ایسا کام ہے جس کے باعث انھیں ایک عام انسان تصور کیا جا سکتا ہے۔

فرہنگ کے مندرجات کے مطالعے سے ہندوستان کے نوآبادیاتی نظام کا ایک پورا منظر قارئین کے سامنے آجاتا ہے کہ کس طرح نوآبادکار عزت و اکرام کو اپنے لیے مخصوص کر لیتے ہیں۔ نتیجے میں وہ نوآبادیاتی باشندوں سے ان کی خواہش کے بغیر بھی عزت حاصل کر لیتے ہیں جیسے بہادر (Bahadur) کا لفظ نوآبادکاروں کے لیے بغیر کسی جرات مندانہ خدمت کے مظاہرے کے لیے عام مستعمل ہو گیا۔ بہادر یورپیوں کے ناموں میں بطور لاحقہ شامل ہو گیا۔ یول نے اس کی ایک مثال جان صاحب بہادر کی دی ہے۔[6] بالکل اسی طرح ٹوپی باعزت افراد کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ ایسی تمام مہذب اور قابل عزت روایات کو نوآبادکاروں نے اپنی ذات کا حصہ بنا لیا جیسے کہ مندرجہ لفظ ٹوپی والا (Tope wala) کے ذیل میں یول نے وضاحت کی ہے کہ یہ عموماً یورپیوں کے لیے مخصوص اصطلاح ہے۔[7] اسی طرح یورپی افراد کو کسی پروگرام میں سٹیج پر بلانے کے لیے تشریف (Tashreef) کا لفظ نہایت ادب کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔

It is constantly used by the Polite natives in addressing Europeans.[8]

اس عزت و تکریم کو صرف یورپیوں افسروں تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ انگریزوں نے اپنی روایات، تعلیم اور یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کو بھی مقامی باشندوں کے مابین برتر ثابت کرنے کا انتظام کیا۔ لفظ بابا (baba) کے ذیل میں یول لکھتے ہیں کہ بابا کے لغوی معنی بڑے آدمی کے ہے مگر اینگلو انڈین میں یورپی خاندان کے چھوٹے بچوں کے لیے یورپی خود اور مقامی لوگ بابا یا بابا لوگ کی اصطلاح عام استعمال کرتے ہیں۔[9] جب کہ دیکھا جائے تو لغوی معنی سمیت ہندوستان میں بابا لفظ کے عام استعمال اور یورپی بچوں کے لیے اس کے استعمال میں کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ سوائے اس کے کہ مقامی زبانوں کے سب ہی معزز الفاظ و القابات کو بازور طاقت اپنے لیے مخصوص کر لیا جائے۔

نوآبادیاتی تھیوری نوآبادکار کے ایک اور رویے کی نشاندہی بھی کرتی ہے کہ وہ اپنے اقدامات کو دنیا کے سامنے نوآبادیاتی باشندوں کی بہبود میں ثابت کرتی نظر آتی ہے۔ اپنے ایک ایک عمل کو مثبت اور انسان دوست ثابت کرتی ہے۔ فرہنگِ ہوبسن جوبسن کے مندرجہ لفظ ویکسینیشن (vaccination) کے ذیل میں دی گئی وضاحت کا مختصر ترجمہ درج ذیل ہے۔

۱۸۰۲ء میں ویکسین سب سے پہلے بمبئی میں بھری کے راستے لائی گئی۔۔۔ اس وقت سے ایشیا میں برطانوی حکومت انسانی جانوں کو بچانے کے لیے اس ہتھیار کو محفوظ بنانے اور پھیلانے کے لیے کوشاں ہے۔[10]

اہلِ مغرب نے اپنے استعماری مقاصد کی تکمیل کے لیے ہندوستان کا رخ کیا۔ مگر دنیا میں مشرق کی جانب رخ کرنے کو مشرق کی تربیت کا نام دیا۔ یہاں اپنے قیام میں اس زمین کے وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھایا مگر راگ اپنے ترقیاتی کاموں کا الاپا جیسے کہ

فرہنگ میں مندرجہ لفظ عدالت (Adalat) کی وضاحت میں ہندوستان کے عدالتی نظام پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے جس کا آغاز مسلمان حکمرانوں کے وضع کیے گئے عدالتی نظام سے کیا ہے جو تین حصوں میں تھا۔ نظامت، دیوانی اور فوجداری عدالتیں۔ اس کے بعد احساس فخر کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حکومت برطانیہ نے اس عدالتی نظام کو منسوخ کر کے برطانوی افران کے زیرِ انتظام نیا عدالتی نظام متعارف کروایا۔ آگے اس وضع شدہ عدالتی نظام کی تاریخ دی گئی ہے۔[11]

نو آبادیاتی تھیوری ساز نو آبادکار کی کی گئی ذہنی و طبعی تقسیم کی بنیاد کی وضاحت کرتے ہوئے یہ نقطہ بھی پیش کرتے ہے کہ نو آبادکار انجذاب کے شکار باشندوں کو مراعات دے کر دیگر باشندوں میں سے بغاوت کا جذبہ ختم کرتے ہیں۔ جیسے برطانیہ کے وفادار سپاہیوں کے لیے نجیب کی اصطلاح ہے۔ اسی طرح ایک اور ہندوستانی لفظ بابو (baboo) بھی ہے۔ اس لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے مصنف بتاتے ہیں کہ یہ لفظ سر، میرے آقا پکارے جانے والے تکریمی القابات جیسا ہے اور ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو معاشرے میں متمیز حیثیت رکھتے ہو۔ اینگلو انڈین میں اس کے عام استعمال کے متعلق لکھتے ہیں۔

A native clerk who writes English[12]

نو آبادیاتی نظام میں نو آبادکار جہاں عزت و احترام کے القابات کو خود کے لیے مخصوص کر لیتے ہیں وہاں اس برتری کے احساس کو مقامی باشندوں میں منتقل کرنے کے لیے ان کے ساتھ تحقیر آمیز لہجے میں گفتگو کرتے ہیں۔ ایسے رویوں کا اظہار نان ریگولیشن (non-regulation)[13]، پگ سٹیکنگ (pig sticking)[14] اور راجپوت (rajpoot)[15] سمیت مختلف اندراجات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ راجپوت ہندوستان کی ایک اعلیٰ نسل شمار کی جاتی ہے۔ نچلی ذاتوں کے ساتھ نو آبادکاروں کے رویے کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ راجپوت کو اعلیٰ نسل کہتے ہوئے بھی یول کچھ اس طرح کے واقعات نقل کرتے ہیں جن کی ہر گز لفظ کے استعمال کی وضاحت کے حوالے سے دینے کی ضرورت نہ تھی۔ ذیل میں ایک واقعہ کا ترجمہ دیا جا رہا ہے۔

> لارڈ کیننگ کے زمانے میں الور کے ایک نوجوان راجپوت راجہ نے اس حد تک گھٹیا طرز عمل کا مظاہرہ کیا کہ آگرہ میں کھلے دربار کے موقع پر وائسرائے اسے ملامت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ وہاں موجود ایک جہاندیدہ پولیٹیکل افسر نے دربار الور کے نمائندے سے وہ سب دریافت کیا جس کی بناء پر اسے تنقید و ملامت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ اس نوجوان شہزادے کے کچھ پنچ اور بد چلن مسلمانوں کے ساتھ اتنے قریبی روابط تھے کہ ان کی محبت نے اس کے اخلاق و کردار کو بے حد متاثر کیا اور بگاڑ کی دوسری علامتوں کے ساتھ ساتھ اس میں جو اخلاقی تبدیلی رونما ہوئی وہ یہ تھی کہ وہ جنگلی سور کا گوشت نہیں کھاتا تھا۔ بوڑھے پولیٹیکل افسر نے یہ بات سن کر گھمبیر سنجیدگی سے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ سور کا گوشت نہیں کھاتا تھا! توبہ۔۔۔۔ توبہ۔۔۔۔ توبہ کسی کے لیے یہ تذلیل کا انتہائی مقام ہے۔[16]

مندرجہ بالا نقل کیے گئے واقعہ سے کہیں بھی لفظ راجپوت کے معانی اور استعمال سمجھنے میں مدد نہیں ملتی۔ مصنف نے اس واقعہ کو بنیادی متن میں تحریر کیا ہے۔ دوسرا مسلمانوں کے متعلق جس تحقیر آمیز انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔ انھیں سور کا گوشت جو ان کے نزدیک مذہبی طور پر حرام ہے نہ کھانے پر بد چلن اور بد اخلاق کہا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ایک راجپوت کو کسی کھانے کی شے کو اپنی مرضی سے ترک کر دینے پر کھلے عام دربار میں سرزنش کرنے کو درست کہا گیا ہے۔ یہ تمام رویے نو آبادکار کے احساس برتری اور نو آبادیاتی باشندے کی دانستہ تحقیر کرنے کے جذبے کا باقاعدہ اظہار ہے۔

1.2۔ تاریخی معلومات:

فرہنگِ ہوبسن جوبسن وسیع معلومات کا ذخیرہ ہے۔ ان معلومات میں ایک بڑا حصہ تاریخی معلومات کا بھی ہے۔ فرہنگ کے مندرجات کی تفصیل میں تاریخی شخصیات، تاریخی واقعات، ہندوستان کی تاریخی جنگوں سمیت مختلف تاریخی کتب کا تذکرہ شامل ہے۔ کہیں یہ معلومات براہِ راست مندرجہ لفظ سے تعلق رکھتی ہے تو کہیں مختلف مندرجات کے ضمن میں لکھی گئی طویل بحثوں میں یہ تمام معلومات مل جاتی ہیں۔

مندرجات میں ہندوستان کی قدیم تہذیب کی نسلوں اور حکمرانوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جیسے کہ موگل (مغل)[17](mogul)، مغل دی گریٹ[18](mogul the great) کے ذیل میں ہندوستان کے مغل حکمران خاندان کے متعلق معلومات ہیں۔ نیز ان دونوں اندراجات میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ مغل کی اصطلاح پٹھانوں کے سوا ہندوستان کے مغرب اور شمال مغربی ممالک کے تمام مسلمانوں کے لیے یہ اصطلاح استعمال ہوتی ہے جب کہ مغل دی گریٹ سے مراد خاندان تیمور کے سلاطین دہلی کے لیے مخصوص اصطلاح ہے۔ ان استعمالات کی تاریخ کا جائزہ بھی لیا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنفین کی نظر الفاظ کے مختلف استعمال اور ان کے مابین فرق کے حوالے سے کس قدر واضح تھی۔

تاریخی نوعیت کے مندرجات کی ایک مثال لفظ سبائیو، صبائیو ہے۔ یہ پرتگالیوں کی جانب سے گوا کے مسلمان شہزادے کو دیا گیا نام ہے۔ یول نے اس نام اور خاندان کی پوری تاریخ تحریر کی ہے کہ یہ دکن کی بہمنی سلطنت کے سرداروں میں سے ایک تھا اور ۱۴۸۹ء میں عادل شاہی خاندان کا بانی تھا۔ مزید آگے جا کر لفظ کے اشتقاق پر طویل بحث کی ہے۔[19] اسی طرح لفظ نبوب (نواب) کے ذیل میں اس کے معنی پر بحث کرتے ہوئے مختلف صورتوں میں سورت کے نواب، اودھ کے نواب، آرکاٹ کے نواب، بنگال کے نواب ناظم کا تذکرہ بھی کیا ہے۔[20] ان کو تفصیل سے دیکھا جائے تو پوری تاریخ سامنے آجاتی ہے۔ اجین (Oojyne) کے مقدس اور تاریخی شہر کو بھی مندرجات کا حصہ بنایا گیا ہے۔ یول کی دی گئی معلومات کا اردو ملخص دیا جا رہا ہے۔ اجین ہندوستان کے سات مقدس شہروں میں ایک انتہائی قدیم شہر ہے۔ یہ بادشاہ کرم دتیہ کا دارالحکومت تھا۔ نیز یہی ہندو ماہر فلکیات کی پہلی چوٹی بھی تھی جہاں سے وہ طول بلد کا حساب لگاتے تھے۔ اس شہر کی خصوصیات سمیت جن میں درجہ حرارت خط استوا سے اس کا فاصلہ شامل ہیں، پر معلومات فراہم کی گئی ہے۔ نیز اس کے غلط اطلاق پر بھی روشنی ڈالی ہے۔[21]

تاریخی معلومات کا حامل ایک مندرجہ لفظ پگوڈا (pagoda) ہے جس کے تین معنی فرہنگ میں درج ہیں۔ ا۔ بتوں کا مندر، ب۔ ایک بت، ج۔ ایک سکہ۔ اس لفظ کے مختلف معنوں کو سامنے رکھتے ہوئے اور لفظ کے ممکنہ اشتقاق کی تلاش میں یول نے کئی صفحات پر مشتمل تفصیلی معلومات تحریر کی ہیں جس میں سکے کے ضمن میں اس کے مقامی نام، قدر اور دیگر رائج الوقت سکوں کے مقابلے میں اس کی قیمت بتائی گئی ہے اور منور کے ضمن میں اس نوعیت کی عمارت کی ہیئت پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بعد ازاں پکوہٹہ، پکاؤ اور ڈگوڈا کے ممکنہ ماخذ ہونے پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔[22] مختلف صدیوں سے حاصل ہونے والے متون کی روشنی میں اس بحث کو علمی انداز میں آگے بڑھایا گیا ہے۔

اس نوعیت کے طویل مندرجات میں ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ مصنف نے ممکنہ حد تک ان خشک تاریخی معلومات کو دل چسپ اور پُر تجسس انداز میں تحریر کیا ہے۔ نیز تمام معلومات تحریر کرتے ہوئے زمانی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور دیگر ماہرینِ لسانیات کی تحریروں سے استفادہ کر کے نتائج اخذ کرنے کا رویہ فرہنگ میں دی گئی رائے کو زیادہ معتبر بنا دیتا ہے۔

مصنف اس بات سے باخوبی آگاہ ہے کہ کس مندرجہ لفظ کے تحت کی گئی بحث کو کن وسائل اور حوالوں کے توسط سے آگے بڑھایا جائے تو بات زیادہ قابل فہم ہوگی جیسے کہ لفظ روپی (rupee) کے متعلق دی گئی تفصیلات کو بادشاہوں اور ان کے ادوار سے بنا ہے۔ تیرھویں اور چودھویں صدی کے سلطنت دہلی کے حکمرانوں کے دور میں رائج روپی کی قیمت سے بحث کرتے ہوئے التمش سے محمد تغلق کے عہد تک رائج سکوں سے ان کی قدر بیان کرتے ہوئے بحث کی گئی ہے اور مختلف اعداد و شمار مہیا کیے ہیں جیسے کہ محمد تغلق کے نظام کرنسی کے متعلق لکھا ہے کہ کرنسی کے نظام کی تشکیل نو کر کے ۲۰۰ گرام کے سونے کے سکے اور ۱۴۰ گرام کے چاندی کے سکے جاری کیے گئے۔ ضروری معلومات کے ساتھ معاشی اتار چڑھاؤ کی تفصیل بھی دی گئی ہے جیسے کہ ۱۳۳۰ء میں محمد تغلق کے تانبے کے علامتی سکوں پر مبنی استحصالی کرنسی کے اجراء کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ روپی پر کی جانے والی بحث میں شیر شاہ سوری، فیروز شاہ، خاندان لودھی، مغل بادشاہ ہمایوں کے دور کے نظام کرنسی سے بحث کی گئی ہے۔ تمام تاریخی معلومات کے بعد برطانوی ہندوستان میں رائج روپی کا ذکر کیا گیا ہے۔[23] اس نوعیت کی تفصیلی و تاریخی معلومات کی ایک مثال لفظ سکہ[24] بھی ہے۔

1.3۔ہندوستان کی تہذیب وثقافت کی عکاسی:

ہر قوم اور علاقہ اپنی الگ تہذیب وثقافت رکھتا ہے۔ فرہنگ کے کچھ مندرجات براہِ راست برصغیر کی تہذیب وثقافت کی عکاسی کرتے ہیں تو کچھ مندرجات کے ذیل میں دیے گئے تفصیلی بیانات میں تہذیبی وثقافتی حوالے مل جاتے ہیں۔ برصغیر کے معاشرے اکثریت ہندو اور مسلم قوم کی تھی۔ اس لیے ان دونوں اقوام کی تہذیب سے متعلقہ الفاظ فرہنگ میں نظر آتے ہیں۔ ہندو تہذیب کی نشانات راجپوت[24] (rajpoot)، راماسامی[25] (ramasammy) راموسی[26] (ramoosy)، رام رام[27] (ram ram) میں بآسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔ ذات پات کی تقسیم کا اظہار بھی تکرار سے ملتا ہے۔ جیسے کہ راموسی مغربی ہندوستان کی ایک نمایاں ذات کا نام ہے۔ یہ نچلی چوری پیشہ افراد کی ذاتوں میں سے ایک ذات تھی۔ راجپوت ہندوؤں کی ایک برتر ذات کا نام ہے۔ ان کا موروثی پیشہ سپہ گری اور جنگ و جدل تھا۔ مزید یہ کہ یول نے ان کے رہن سہن اور کھانے پینے کی عادات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ذات پات کے ساتھ طور اطوار اور رسم وروایات سے متعلقہ مندرجات بھی فرہنگ کا حصہ ہے جیسے کہ رام رام ہندوؤں میں سرراہ علیک سلیک کرنے کا ایک عمومی انداز ہے۔ اسی طرح راماسامی ہندوؤں کا ایک عام مستعمل اسم معرفہ ہے اور ان اسماء کا بھی ذکر ہے جو خصوصیت کے ساتھ کسی قوم یا مخصوص کام کرنے والوں کے لیے بولے جاتے ہیں جیسے کہ رم جونی کے متعلق لکھا ہے کہ نچلے درجے کے مقامی ملازموں کے لیے بولا جاتا تھا جو کلکتہ کی بندرگودی میں نئے آنے والے لوگوں کے ہاں ملازمت کے حصول کے لیے آتے تھے۔

اگر مسلم تہذیب وثقافت کے نشانات کے لیے فرہنگ کا رخ کریں تو سب سے پہلے فرہنگ کا عنوان ہوبسن جوبسن خود اسے اجاگر کرتا ہے۔ یہ محرم کے ماتمی جلوسوں میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے پکارے جانے والے نام ہیں۔ اس عنوان کو مولفین نے فرہنگ کے اندراجات کا حصہ بھی بنایا ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی شعار رمضان کو بھی فرہنگ میں زیرِ بحث لایا گیا ہے اور مسلمانوں کے روزے رکھنے کا مہینہ بتایا گیا ہے۔ لیکن یول کی گہری نظر اور مشاہدہ روزے اور روضہ کے فرق سے باخوبی آگاہ ہے۔ اس لیے روضہ کو الگ مندرجہ لفظ کے طور پر تحریر کیا ہے۔

لفظ مسلمان[28] (mussulman) اور مور[29] (moor) کی بھی تعریف و توضیح کی گئی ہے۔ افغانوں کے لیے مستعمل لفظ روہیلہ[30] (rohila) اور اس کا ہندوستان کے علاقے روہیل کنٹھ سے تعلق پر تاریخی حوالوں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سیدی[31] (seedy) افریقی مسلمانوں کے لیے عام مستعمل لفظ کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اس نام کے اعزازی استعمال پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

قوم کی تہذیب وثقافت کا اظہار تہواروں سے بھی ہوتا ہے۔ نوروز[32](nowroze) ہندوستان میں منائے جانے والے تہوار کی اصل حقیقت ،تہذیب سے تعلق اور منانے والے پارسی گروہوں کا بھی بتایا گیا ہے۔

تہذیب کے اظہار کے مخصوص الفاظ پگڑی[33](puggry) اور پُردہ[34](purdah) وغیرہ مندرجات فرہنگ میں شامل ہے۔ پگڑی کی ہندوستانی معاشرے میں رائج اور انگلستان میں متعارف ہونے تک سب امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح پردے کے متعلق یول کے تحریر کردہ الفاظ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

> ہندی میں یہ لفظ "پردہ" سے آیا ہے۔ دروازے پر پڑا ہوا پردہ مگر خاص طور پر اس سے مراد عورتوں کا مردوں کی نظروں سے بچنے کے لیے کیا جانے والا پردہ ہے جو خواتین ان قوانین کی پاسداری کرتی ہیں وہ پردہ نشین کہلاتی ہے۔[35]

دیے گئے اقتباس میں مصنفین کی لفظ کے استعمال پر گہری نظر کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ مصنف لفظ کے معاشرے میں ایک سے زائد معنوں میں استعمال سے باخوبی واقف ہے نیز اس بات کا شعور بھی رکھتے ہیں کہ لفظ کا خصوصی وعمومی استعمال کون سا ہے۔

لباس تہذیب وثقافت کے اظہار کا وسیلہ ہوتا ہے ۔ فرہنگ میں ہندوستانی لباس سے متعلقہ مندرجات بھی شامل ہے۔ جیسے کہ پگڑی اور شلوار[36](Shalwar) وغیرہ۔ لباس کا استعمال، لفظ کا ماخذ اور ہندوستانیوں کے نزدیک اس کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ یول نے وہ مصنوعات جو خصوصیت کے ساتھ ہندوستان ہی میں استعمال ہوتی ہے ان کو بھی شامل فرہنگ کیا ہے جیسے کہ ایک مندرجہ لفظ سوسی (soosie) ہے۔ ریشمی کپڑے کی ایک قسم ہے۔ مزید تفصیل کا مختصر ترجمہ درج ذیل ہے۔

> یہ نفیس رنگ دار کپڑا ابٹالہ اور سیالکوٹ میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس پر ریشم کی یا سوتی لمبی دھاریاں ہوتی ہے۔ دو دھاری والے کو دو کنی اور تین دھاری والے کو تین کنی کہا جاتا ہے۔ پنجاب میں یہ دھاری دار کپڑا خواتین کے لباس کے زیریں حصے شلوار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بہت نفیس دھاگے سے تیار کیا جاتا ہے۔ اسی نام سے شمال مغربی صوبے میں بھی ریشم تیار کیا جاتا ہے۔ اسے چار خانے کے درجے میں رکھا جاتا ہے یا پھر چیک کہا جاتا ہے۔[37]

ہندوستان میں استعمال ہونے والے کھانوں، پکوانوں اور بعض جگہ ان کے اجزاء کا ذکر بھی موجود ہے جیسے سوجی[38](sooje) ، مونگ[39](moong) وغیرہ۔ یول نے سوجی کی جس انداز سے وضاحت کی ہے اس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ سوجی شاید انگلستان میں استعمال نہ ہوتی تھی۔ وہ اس کی تیاری کے متعلق خاص وضاحت کرتے ہیں کہ یہ ایک انتہائی باریک آٹا ہے جو گندم کے درمیانی حصے سے تیار کیا جاتا ہے اور ہندوستان یورپیوں کے لیے تیار کی جانے والی روٹی یا ڈبل روٹی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ولیم کرک نے اس کی تیار کے طریقے کو مزید واضح کیا ہے کہ یہ دانے دار خوراک گندم کو رات بھر بھگو کر رکھنے کے بعد پیسنے سے حاصل کی جاتی ہے۔ باریک آٹا چھلنی سے چھان کر الگ کر لیا جاتا ہے۔ جب کہ سوجی اور گندم کا چھلکا اوپر رہ جاتا ہے۔ بعد میں چھلکے کو ہوا سے اڑا کر الگ کر لیا جاتا ہے۔ باقی دانے دار سوجی رہ جاتی ہے۔[40] یول اور کرک دونوں کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شے انھوں نے شاید یورپ میں استعمال ہوتی نہیں دیکھی۔

ہندوستان کی مخصوص رسوم پر تفصیلی بیانات بھی فرہنگ میں شامل ہے۔ ستی (Sutee) کا مندرجہ لفظ اس کی عمدہ مثال ہے۔ ہندومت میں شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ بیوہ کو جلا دینے کا روج تھا۔ یول نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ لسانی معلومات کے ساتھ

ساتھ اس کی عملی صورت کے متعلق اور بہت سی معلومات کو بھی تحریر کا حصہ بنایا ہے جیسے کہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہندوستان کے علاوہ ملحد روسیوں، تھریسیائی قبیلوں، ٹونگا، جزائر فیجی، جزائر بالی میں بھی ستی کی رسم موجود تھی۔ ہندوستان کے حوالے سے بھی وضاحت کی گئی ہے کہ جنوبی ہندوستان کے انتہائی قدیم علاقے مالا بار میں یہ رسم ممنوع تھی جب کہ وجیانگر کی برہمنی ریاستوں اور مرہٹوں میں رائج تھی۔ یول نے ہندومت میں اس رسم کی اہمیت کے اظہار میں ستی ہونے والی خواتین کے رویے کا اظہار بھی کیا ہے کہ وہ باخوشی ستی ہوجانے کو اپنا استحقاق سمجھتے ہوئے شوہر کی لاش کے ساتھ جل کر مرجاتی ہیں۔[41]

فرہنگ کے مختلف مندرجات کے توسط سے ہندوستان کی تہذیب اپنی بوباس کے ساتھ قاری کے سامنے آجاتی ہے۔ لباس، ذائقے، رہن سہن، رسم ورواج، قبیلے، نسلیں، عام مستعمل روزمرہ اور محاوروں سب سے ہندوستان کی تہذیب وثقافت کی ایک مکمل تصویر قارئین کی نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔ یہاں تک کہ انتخی بر جس کی فرہنگ کے تعارف میں کہی گئی بات بجا محسوس ہونے لگتی ہے کہ یہ فرہنگ ایک ایسے کیمپ یا کمرے کے مانند ہے جہاں دو مصنفین یول اور برنل بیٹھے ہیں اور اندر آنے والے کو ہندوستان کی تہذیب وثقافت سے روشناس کرواتے ہیں۔ بلاشبہ کسی بھی لغت یا فرہنگ سے تہذیب وثقافت کے بھرپور مباحث کی توقع نہیں رکھی جاسکتی مگر فرہنگِ ہوبسن جوبسن میں یول کا تفصیلی اور وضاحتی انداز تحریر اس کے تہذیبی وثقافتی پہلو کو بھی مضبوط بنادیتا ہے۔

فرہنگ کے متن کی مدد سے مشترکہ ہندوستان کی تہذیب وثقافت اپنی خوشبوؤں اور رنگوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ جس میں ہندوؤں کی مذہب ورسوم اور مسلمانوں کے رہن سہن اور طور اطوار کی عکاسی ہوتی ہے۔

1.4۔ہندوستان کے سیاسی وسماجی حالات کی عکاسی:

فرہنگِ ہوبسن جوبسن انیسویں صدی کے ہندوستان کے سیاسی وسماجی حالات کا منظرنامہ بیان کرتی ہے۔ فرہنگ کے تفصیلی بیانات کی مدد سے ہندوستان کی سیاست پر قابض ہوتے انگریز نظر آتے ہیں تو ساتھ ساتھ انگریزوں کے مفادات واغراض بھی عیاں ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی معاشی صورت حال اور پیدا ہونے والے بحرانوں کا بھی بالواسطہ اندازہ ہوجاتا ہے۔ مرہٹوں، نوابوں، مغلوں کے زوال کی گونج بھی اس کے متن میں سنائی دیتی ہے۔

فرہنگ کے اندراج پیشوا (peshwa) کے ذیل میں دی گئی معلومات بھی ان ہی حقائق کی جانب اشارہ کرتی ہے۔[42] مرہٹہ طاقت کا وزیر اعلیٰ پیشوا تھا جس نے بعد میں اپنے آقا شیواجی کے جانشینوں کو سازش سے برطرف کیا اور خود ایک آزاد، خودمختار ریاست قائم کرکے مرہٹوں کا سربراہ بن گیا۔ ان کی طاقت اس وقت ختم ہوئی جب ۱۸۱۷ء میں آخری پیشوا باجی راؤ نے سرجان میلکم کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ انھوں نے جنوری ۱۸۵۱ء تک کانپور کے نزدیک بھتور میں اپنی جاگیر کے ساتھ امیرانہ جلاوطنی میں زندگی گزاری۔ بدنام زمانہ ناناصاحب ان کا لے پالک جانشین تھا۔[43]

اس ترجمہ شدہ اقتباس سے مختصراً ماضی میں مرہٹوں کی ہندوستان میں ایک بڑی طاقت ہونے اور انگریزوں کے سامنے اس طاقت کی دیوار کاریت کی مانند ڈھے جانے کا پورا قصہ سامنے آجاتا ہے۔ اسی طرح میسور تھرون[44] (Mysore Throne) کے ذیل میں مسلمان حاکم حیدر علی کا تذکرہ بھی بالواسطہ طور پر ہندوستان میں کچھ زوال پاتی قوتوں اور کچھ عروج حاصل کرتی طاقتوں کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔

فرہنگ کے متن سے ہندوستان میں یورپیوں کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ اور اس کے ذرائع کی خبر ملتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عوام کو متاثر کرنے کے لیے پہلے پہل عیسائی مشنریوں نے عیسائیت کو قدرے آسان مذہب بنا کر پیش کیا۔ بعد میں اصلاحات نافذ کر کے مذہب دوست صورت قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس کا اظہار فرہنگ کے مندرجہ لفظ مالا بار رائٹس (Malabar rites) میں ہوتا ہے[45] یہ پوپ کی ممانعت کے باوجود عیسائی کارکنوں نے عیسائی مذہب قبول کرنے والے افراد کو پرانے مذاہب کی رسوم پوری کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔

یورپ کی ہندوستان میں ایک بہت بڑی دل چسپی تجارتی مفادات کے باعث تھی۔ فرہنگ کے بیشتر مندرجات اسی حوالے سے لکھے نظر آتے ہیں کہ قارئین کو تجارتی بندرگاہوں، تجارتی راستوں، یورپ کی ہندوستان میں تجارت کی تاریخ اور اہم تجارتی اشیاء سے متعارف کروایا جا رہا ہے۔ میڈاپولم (madapollam) خاص قسم کا کاٹن کا کپڑا[46]، مدراس (madras) ریشمی اور سوتی تانے بانے سے بنے ہوئے شوخ رنگ کے بڑے رومال، میروبلن (myrobalan)[47] گرم مصالحہ جات، پیپر (pepper) مرچیں[48]، وغیرہ۔

تجارتی اصطلاحات بھی فرہنگ کا حصہ ہے جیسے کہ ریسپونڈنیشیا[49] (respondensia) ہے۔ یہ قدیم تکنیکی تجارتی اصطلاح ہے جس سے مراد جہاز کو رہن رکھ کر رقم ادھار لینا ہے۔ اصطلاحات کے ساتھ ساتھ تجارتی راستوں اور ان کی اہمیت پر بھی تفصیلات مل جاتی ہے جیسے کہ اولڈ سٹریٹ (old street) کے ذیل میں دی گئی تفصیلات میں اس قدیم تجارتی راستے کے استعمال کے حوالے سے بھی معلومات درج ہیں۔[50] دی گئی معلومات کا مختصر اردو خلاصہ درج ذیل ہے۔

یہ سنگاپور اور مین لینڈ کے درمیان ایک تنگ راستے کا پرانا نام ہے۔ بحری جہاز اسی راستے سے چین جاتے تھے لیکن کافی عرصہ قبل سنگاپور کے جنوب اور بنتانگ کے شمال میں موجود ایک متبادل کشادہ راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ مالے میں اسے کھائی جانے والی پھلی کے دوسرے حصے سلات نمبرو سے پکارا جاتا ہے۔ سنگاپور کا یہ تنگ راستہ ماہرین سمت کی مدد سے استعمال کیا جاتا تھا۔ جنوب میں موجود چوڑا راستہ نیو سٹریٹ یا گورنر سٹریٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان معلومات میں قدیم تجارتی راستے کے ساتھ موجودہ راہ کے متعلق بھی آگاہ کر دیا گیا ہے اور لینڈ[51] (ovarland) اور پلمیرس پوائنٹ[52] (palmyras point) بھی تجارتی راستوں سے متعلقہ اندراجات ہیں۔

فرہنگ میں ہندوستانی روزمرہ اور محاورے بھی مندرجات کا حصہ ہے جن سے معاشرے کی بھرپور تصویر کشی ہو جاتی ہے۔ مائی باپ ہندوستانی سماج میں رائج ایک عام طرزِ تکلم ہے۔[53] یول نے اس کہ بہت جامع وضاحت درج کی ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

> آپ مائی باپ ہیں خداوند، میرے آقا! آپ میرے ماں باپ ہیں۔ یہ ایک مقامی باشندے کا طرزِ تکلم ہے جو مدد کا طالب ہو، ہر جانے سے چھٹنے کا آرزو مند ہو، یا حکم کی بجا آوری میں تامل کا شکار ہو۔ یہ طرزِ تکلم نوجوان انگریز صاحب کے لیے آغاز میں حیرت کا سبب ہوتا ہے مگر وقت کے ساتھ یہ معمول کا حصہ بن جاتا ہے۔[54]

فرہنگ میں ہندوستان کے سماج کی بھرپور عکاسی بھی ملتی ہے۔ ہندو مسلم مشترک معاشرے، ان کے کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے، رسم و رواج، تہوار، رہن سہن کے ساتھ ساتھ اس معاشرے میں نوآبادکار کی موجودگی اور اس کے ساتھ آنے والی تبدیلیاں بھی فرہنگ کے متن میں دیکھی جا سکتی ہے۔ فرہنگ میں یہاں کے کھانوں اور افراد کی عادات و اطوار کا مطالعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ غرض یہ کہ فرہنگ کے متن سے انیسویں صدی کے ہندوستان کی سیاسی و سماجی ترجمانی ہو جاتی ہے۔ حکومت اور عوام کی مشترکہ

دلچسپیوں اور کسی قدر اختلافی معملات کی خبر بھی ہوتی ہے۔ نوآبادیاتی حکومت کے مفاد پرست رویے کا اظہار بھی ہو جاتا ہے اور خالص ہندوستانی رسم ورواج سے آگاہی بھی مل جاتی ہے۔

1.5۔ تکنیکی سرکاری وانتظامی اصطلاحات:

انیسویں صدی میں کچھ مستشرقین نے مخصوص لغات بھی تحریر کیں جیسے جہاز رانی سے متعلقہ اصطلاحات والفاظ پر مبنی لغت تیار کی گئی اور عدالتی اصطلاحات کی خصوصی لغت تیار ہوئی۔ فرہنگِ ہوبسن جوبسن میں مصنفین کو صرف تکنیکی و سرکاری اصطلاحات تک محدود نہیں کیا بلکہ ہندوستان میں مستعمل الفاظ و محاورات کو اپنی فرہنگ کا حصہ بناتا ہے۔ چونکہ مصنفین کے سامنے انیسویں صدی کے ہندوستان کی فرہنگ مرتب کرنے کا کام تھا اس لیے اس میں سالا سال سے مستعمل اصطلاحات کا شامل ہو جانا بھی ناگزیر تھا۔ فرہنگ میں شامل اصطلاحات تکنیکی، سرکاری اور انتظامی وقانونی نوعیت کی ہے۔

فرہنگ میں دی گئی بہت سی اصطلاحات میں سے چند ایک درج ذیل ہے۔ ان سے مجموعی طور پر ان کی نوعیت کا اندازہ ہو جائے گا۔

نمبر شمار	اصطلاح	معانی
۱۔	محال(Mehaul)[55]	محصول
۲۔	میر بحر(Meabar)[56]	خلیج کے مالک، بندرگاہ کے سرکاری افسر
۳۔	محرر(Mohurer)[57]	کاتب
۴۔	مالی(Malee)[58]	گجراساز، باغیچہ سجانے والا
۵۔	سی بندی(Sebundy)[59]	سہ ماہی اجرت
۶۔	منشی(Moonshee)[60]	سیکٹری، قاری، تشریح
۷۔	منصف(Moonsif)[61]	کم تر درجے کا مقامی شہری عدالت کا قاضی
۸۔	مفتی(Mufty)[62]	فتوی دینے والا
۹۔	منتری(Muntre)[63]	وزیر
۱۰۔	ماخدا(Nacoda)[63]	جہاز کا کپتان
۱۱۔	مستیز، مستز (Mustees, Mestiz)[64]	مختلف النسل ماں باپ سے جنم لینے والی اولاد
۱۲۔	نات(Nat)[65]	تمام روحانی مخلوقات
۱۳۔	مشعلچی(Mussaluchee)[66]	مشعل اٹھا کر اندھیرے میں پالکین کے ساتھ چلنے والا
۱۴۔	پنڈال(Pandal)[67]	گودام
۱۵۔	مچلکا(Moochulka)[68]	ایک تحریری معاہدہ

ان اصطلاحات کی تفصیل فرہنگ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو فرہنگ میں جتنی بھی اصطلاحات شامل کی گئی ہیں۔ وہ کسی ایک شعبہ سے متعلقہ نہیں ہے۔ انتظامیہ، قانون، جہاز رانی، گھریلو معاملات سب سے متعلقہ کچھ نہ کچھ اصطلاحات مل جاتی ہے۔ دستیاب مواد کے ساتھ ساتھ اصطلاح کی ناگزیر وضاحت کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان کی تفصیل درج کی گئی ہے۔ کچھ اصطلاحات کی وضاحت فقط مختصر فقرے میں کر دی گئی ہے۔ کچھ اصطلاحات کو تفصیل سے دیا گیا ہے جیسے کہ عہدوں سے متعلق اصطلاحات کی تفصیل اس عہدے کے آغاز کے متعلق بھی لکھا گیا ہے۔ جب کہ کچھ کی تفصیلات درج کرنے کی بجائے کسی دوسری لغت میں تفصیل دیکھنے کے لیے رہنمائی کر دی گئی ہے جیسے کہ مچلکا کی اصطلاح کے لیے ولسن کی لغت سے رجوع کرنے کا کہا گیا ہے۔

1.6۔ جغرافیائی معلومات کا ذریعہ:

فرہنگ کے مندرجات میں ایک بڑا حصہ جغرافیائی اہمیت کے حامل ناموں کا ہے۔ ان میں خصوصیت کے ساتھ ان علاقوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ہندوستان کے ذکر میں تواتر سے آتے ہیں۔[69]

ان جغرافیائی اہمیت کے حامل علاقوں کے ناموں کو ہندوستان کے کسی خاص علاقے تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ کچھ علاقوں کا ذکر ان کی تاریخی حیثیت کے باعث کیا گیا ہے تو کچھ کی تجارتی حیثیت کے باعث اور کچھ کو ہندوستان کے سیاسی و سماجی پس منظر میں اہمیت حاصل ہے۔

راجا مندری (Raja Mundry) پر ایک قدرے مختصر نوٹ لکھا ہے مگر اس کا مقام اور اہمیت بتا دی ہے نیز لفظ کے ماخذ کی نشان دہی بھی کر دی ہے۔ "یہ زیریں دریائے گوداری کے کنارے آباد ایک قصبہ ہے جو ماضی میں ضلع کا صدر مقام تھا۔"[70]

یول نے یہی انداز دیگر اندراجات تحریر کرتے ہوئے بھی اپنایا ہے۔ مشہور تاریخی قلعے روہتاس (Rohtass) پر لکھے گئے اندراج کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

روہتاس ہندوستان کے دو مشہور قلعوں کا نام ہے۔ ضلع بہار کے علاقے شاہ آباد میں بہت قدیم چٹانی قلعہ ہے جو دریائے سون کے شمالی کنارے پر ایک افقی چٹان پر ایک ہزار چار سو نوے فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ قلعہ مغل بادشاہ ہمایوں کے کامیاب مدمقابل شیر شاہ کی مضبوط پناہ گاہ تھا۔

دوسرے اسی نام کے قلعے کی معلومات کے اندراج کے لیے b کے عنوان سے ایک الگ اقتباس تحریر کیا ہے۔ کوہستان نمک کے آخری سرے پر شمال کی جانب پنجاب کے ضلع جہلم میں واقع قلعہ ہے یہ بھی شیر شاہ کا تعمیر کردہ ہے اس کا نام پہلے تعمیر کردہ قلعے پر رکھا گیا۔ اس کے کھنڈرات قابل دید ہے۔

ان دونوں قلعوں کی وضاحت میں اقتباسات درج کرتے ہوئے بھی a اور b کی تخصیص قائم رکھنے کا التزام کیا گیا ہے۔

ایسے بہت سے اندراجات جن میں معلومات کی اسی ترتیب کو برقرار رکھا گیا ہے۔ یعنی علاقے کے مقام کی نزدیک ترین مقامات کی مدد سے وضاحت اور اس کے بعد اہمیت وغیرہ بیان کی گئی ہے۔ مزید یہ کہ اگر نام سے متعلقہ کوئی لسانی معلومات ہے تو وہ بھی دے دی گئی ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی معلومات ایسی نہیں جن کو ناگزیر تصور کرتے ہوئے ہر اندراج میں انھیں لکھنے کا اہتمام کیا ہو۔ جیسے کہ روہتاس کے اندراج میں لفظ کے ماخذ، معانی غرض یہ کہ کسی بھی قسم کی لسانی معلومات اس میں شامل نہیں ہے۔

اسی طرح اپنی نوعیت منفرد معلومات کا حامل ایک اندراج روگز ریور (Rogues River) ہے۔ مصنف نے اس پر قدرے تفصیل سے تحریر کیا ہے۔ جس کی معلومات طوالت کے خدشے کے پیشِ نظر نکات کی صورت میں دی جا رہی ہے۔ یورپیوں کا سندربن کی ندی کو دیا جانے والا نام، مقام (مشرق کی جانب سے زیریں دریائے ہگلی)، نام دینے کی وجہ (لوٹ مار۔۔۔)، اہرین کی آرا (ہملٹن، آربارلو، English Pilot وغیرہ)، ماضی کا روگز ریور موجودہ چنگری کھال یا ہیرا بندر؟، ماضی کے نقشوں اور اقتباسات کی مدد سے چنگری کھال کے حق میں حتمی فیصلہ [71] بہ غور مطالعہ کیا جائے تو اس اندراج میں دی گئی معلومات اور کی گئی بحثوں میں مندرجہ لفظ کی ماضی اور حال کی اہمیت اور علاقے کے نام کی لسانی اور سماجی وجوہات معلوم ہو جاتی ہے۔

ایسا ہی ایک اور اپنی نوعیت کی منفرد معلومات کا حامل اندراج بمبئی کے ایک جزیرے کا نام سالسیٹ (Salsette) ہے۔ جزائر کو یورپیوں کے نزدیک تجارتی حوالوں سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ ہندوستان میں دو علاقوں کو سالسیٹ کے نام سے موسوم کیا ہے۔[72] فرہنگ میں دونوں کو الگ الگ الف اور ب میں تقسیم کر کے وضاحت کی گئی ہے۔

الف سے مراد بمبئی کا جزیرہ ہے۔ پرتگالیوں کے عہد سے اس جزیرے کی تاریخ، ملکہ کیتھرین سے اس جزیرے کی وابستگی، مرہٹوں کا جزیرے پر قبضہ بعد ازاں برطانوی انگریزوں کا جزیرے کو حاصل کر لینے تک کو سنین کے ساتھ درج کیا ہے۔ تاریخی معلومات دینے کے بعد لسانی معلومات اسناد کے ساتھ دی گئی ہے جیسے کہ نام کی وجہ تسمیہ، ماخذ زبان سمیت نام سے جڑے دیگر خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ب سے مراد سالسیٹ کا نام ہندوستان میں گوا کے زیرِ انتظام تین صوبوں کو دیا جاتا ہے۔ ان تینوں صوبوں کی حدود الگ الگ بتائی گئی ہے۔ اسی طرح ایک دریا کے نام کا اندراج سالوین (SALWEN) ہے جس کے ذیل میں دی گئی تفصیل میں اسے برطانوی برما کا عظیم دریا، سمندر میں گرنے کا اس کا مقام، چین میں لیا جانے والا اس کا نام، اس کی لمبائی دیگر محققین کی رائے وغیرہ نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔[73]

بعض انتہائی مختصر اندراجات بھی ہیں جیسے کہ سراندیب (Serendib) کے ذیل میں فقط ایک ادھورا فقرہ ہے جس کا ترجمہ ہے "ابتدائی ازمنہ وسطی میں سیلون کا عربی نام"۔ سینڈووے (Sandoway) بھی ایک ایسا ہی اندراج ہے جس کے متعلق زیادہ تفصیل درج نہیں کی گئی جو چند ایک فقرے تحریر کیے ہیں وہ معلوماتی سے زیادہ تاثراتی نوعیت کے ہیں۔ یول لکھتے ہیں کہ یہ اراکان کے ایک قصبے کا نام ہے جس کے لیے حسبِ معمول اشتقاقی تاریخ اور ایک دیومالائی داستان گھڑ لی گئی ہے۔[74] مزید تفصیل یا وضاحت دینے کی بجائے تفصیل دیکھنے کے لیے کتب کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فرہنگ میں ہر اندراج کے لیے کوئی ایک سا معیار نہیں برتا گیا بلکہ کہیں تو اساطیری معلومات درج کر دی جاتی ہے مگر کہیں صرف اساطیری کہانیوں کی موجودگی کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ کہیں تحقیق کے ساتھ ساتھ تاثراتی انداز کے جملے میں شامل کر دیے گئے ہیں اور کہیں مختصر ترین فقرے ہیں۔

فرہنگ میں جغرافیہ سے متعلق اندراجات کے تحت دی گئی معلومات کی نوعیت یکساں نہیں ہے بالکل اسی طرح یہ اندراجات بھی ایک طرح کے نہیں ہے۔ ان میں علاقے، قصبے، بندرگاہیں، راستے، صوبے، جزیرے، دریا، ندیاں، قلعے سب شامل ہیں۔ بعض دفعہ یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ مصنف کے نزدیک شامل فرہنگ کرنے کا معیار کیا تھا۔ شامل الفاظ میں سندھ، پنجاب، سنگاپور، معبر، مدراس مشہور علاقے بھی ہیں تو دوسری جانب بہت سے علاقوں، راستوں اور جزیروں کے ماضی کے پرانے نام بھی شامل ہیں۔ یول نے تفصیل درج کرتے ہوئے کن معیارات کو سامنے رکھا ہے۔ اس کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا

کیونکہ بعض اندراجات میں جغرافیہ سے متعلق تفصیل نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے بلکہ تاریخی و سماجی نوعیت کی طویل معلومات موجود ہوتی ہے اور کہیں لسانی معلومات درج نہیں ہوتی۔

فرہنگِ ہوبسن جوبسن کے اس مطالعے میں اس کے اندراجات اور ان کی تفصیل کو مدنظر رکھتے ہوئے انیسویں صدی کے ہندوستان کے منظرنامے کو پیش کیا گیا ہے۔ فرہنگوں اور لغات کو عموماً کسی عہد کی لسانی دستاویز تصور کیا جاتا ہے مگر اس فرہنگ کا یہ تخصص ہے کہ انیسویں صدی کے نوآبادیاتی ہندوستان کی عکاسی بھی ہے۔۔ فرہنگ معلومات کے ایک خزینے کی صورت میں قارئین کے سامنے آتی ہے۔ جہاں اسے لسانی معلومات سے بھرپور کہا جائے گا وہی تاریخی، جغرافیائی، ثقافتی و تہذیبی معلومات بھی یکساں توجہ سمیٹتی ہیں۔ مندرجات فرہنگ کا تعلق مختلف شعبہ ہائے زندگی سے ہے۔ یوں مختلف طرح کی معلومات کے رنگ متن میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اس سب کے ساتھ فرہنگ کا اہم وصف انیسویں صدی کے نوآبادیاتی ہندوستانی کی سماجی، سیاسی تصویر کشی ہے۔ یہ معیشت کے مباحث بھی زیر بحث لاتی ہے اور یورپیوں کی ہندوستان میں بڑھتی دل چسپی کا اظہار بھی کرتی ہے۔ موضوعاتی اہمیت کے ساتھ اس کا دل چسپ انداز میں تحریر کیا گیا متن اپنے قاری کو مطالعے سے اکتاہٹ کا شکار نہیں ہونے دیتا۔

حوالہ جات/حواشی

1۔ ناصر عباس نیر،لسانیات اور تنقید، ص ۷۲۔

2۔ ہنری یول(Henry Yule)،اے۔سی۔برنل (A.C.Burnell)،"Preface"مشمولہ Hobson Jobson: AGlossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Hisotrical Geographical and Discursive،ص ۶۷۸۔۶۷۹۔

3۔ ایضاً،ص ۶۷۹۔

4۔ ایضاً۔

5۔ ایضاً،ص ۶۳۱۔

6۔ ایضاً،ص ۴۸۔

7۔ ایضاً،ص ۹۳۴۔

8۔ ایضاً،ص ۹۵۶۔

9۔ ایضاً،ص ۴۲۔

10۔ ایضاً،ص ۹۶۰۔

11۔ ایضاً،ص ۴۔۵۔

12۔ ایضاً،ص ۴۸۔

13۔ ایضاً،ص ۷۰۹۔۷۱۰۔

14۔ ایضاً،ص ۷۵۳۔

15۔ ایضاً،ص ۷۵۴۔

16۔ ایضاً،ص ۵۷۰۔۵۷۱۔

17۔ ایضاً،ص ۵۷۱۔۵۷۳۔

18۔ ایضاً،ص ۷۷۸۔

19۔ ایضاً،ص ۶۱۰۔

20۔ ایضاً،ص ۶۳۵۔۶۳۷۔

21۔ ایضاً، ص ۶۵۲۔۶۵۷۔

22۔ ایضاً، ص ۷۷۶۔

23۔ ایضاً، ص ۸۰۹۔

24۔ ہنری یول(Henry Yule)،اے۔سی۔برنل(A.C.Burnell)،"Preface"مشمولہ Hobson Jobson: AGlossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Hisotrical Geographical and Discursiveمرتبہ ولیم کرک(William Crooke)،ص ۷۵۴۔۷۵۵۔

25۔ ایضاً، ص ۷۵۵۔

26۔ ایضاً، ص ۷۵۶۔

27۔ ایضاً، ص ۷۵۶۔

28۔ ایضاً، ص ۶۰۳۔۶۰۴۔

29۔ ایضاً، ص ۵۸۱۔۵۸۳۔

30۔ ایضاً، ص ۷۶۶۔

31۔ ایضاً، ص ۸۰۶۔

32۔ ایضاً، ص ۶۳۰۔

33۔ ایضاً، ص ۷۳۵۔۷۳۶۔

34۔ ایضاً، ص ۷۴۴۔

35۔ ماریہ ترمذی، ص ۲۵۶۔

36۔ ہنری یول(Henry Yule)،اے۔سی۔برنل(A.C.Burnell)،"Preface"مشمولہ Hobson Jobson: AGlossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Hisotrical Geographical and Discursiveمرتبہ ولیم کرک(William Crooke)،ص ۸۵۰۔

37۔ ایضاً، ص ۸۵۴۔

38۔ ایضاً، ص ۸۵۳۔

39۔ ایضاً، ص ۵۸۰۔

40۔ ایضاً، ص ۸۵۳۔

41۔ ایضاً، ص ۸۸۲۔

42۔ ایضاً، ص ۷۰۲۔

43۔ ماریہ ترمذی، ص ۲۲۴۔

44۔ ہنری یول(Henry Yule)، اے۔ سی۔ برنل,(A.C.Burnell)مرتبہ ولیم کرک(William Crooke) ، Hobson Jobson: AGlossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Hisotrical Geographical and Discursiveص ۶۱۰۔

45۔ ایضاً، ص ۵۴۲۔

46۔ ایضاً، ص ۵۳۱۔۵۳۲۔

47۔ ایضاً، ص ۶۰۸۔۶۰۹۔

48۔ ایضاً، ص ۶۹۷۔

49۔ ایضاً، ص ۶۱۷۔

50۔ ایضاً، ص ۶۳۵۔

51۔ ایضاً، ص ۶۴۹،۶۴۸۔

52۔ ایضاً، ص ۶۶۵،۶۶۴۔

53۔ ایضاً، ص ۵۲۶۔

54۔ ماریہ ترمذی، فرہنگِ ہوبسن جوبسن ترجمہ حواشی و تعلیقات: اندراجات ایم تا کیو، ص ۵۳۔

55۔ ہنری یول (Henry Yule)، اے۔ سی۔ برنل,(A.C.Burnell)مرتبہ ولیم کرک(William Crooke)، Hobson Jobson: AGlossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Hisotrical Geographical and Discursiveص ۵۶۶۔

56۔ ایضاً، ص ۵۶۵۔

57۔ ایضاً، ص ۵۷۴۔

58۔ ایضاً، ص ۵۷۵۔

59۔ ایضاً، ص ۸۰۵۔

60۔ ایضاً، ص ۵۸۱۔

61۔ ایضاً۔

62۔ ایضاً،ص ۵۹۳۔

63۔ ایضاً،ص ۵۹۸۔

64۔ ایضاً،ص ۶۱۲۔

65۔ ایضاً،ص ۶۰۴۔

66۔ ایضاً،ص ۶۱۹۔

67۔ ایضاً،ص ۶۰۱۔

68۔ ایضاً،ص ۶۶۵۔

69۔ ایضاً،ص ۵۷۸۔

70۔ ہنری یول (Henry Yule)، اے۔سی۔برنل (A.C.Burnell)،"Introductory Remarks"مشمولہ Hobson Jobson: AGlossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Hisotrical Geographical and Discursive مرتبہ ولیم کرک (William Crooke)،ص viii۔

71۔ ہنری یول (Henry Yule)،اے۔سی۔برنل (A.C.Burnell), مرتبہ ولیم کرک (William Crooke)، Hobson Jobson: AGlossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Hisotrical Geographical and Discursive ص ۷۵۴۔

72۔ ایضاً،ص ۷۶۵۔۷۶۶۔

73۔ ایضاً،ص ۷۸۷۔

74۔ ایضاً،ص ۷۸۸۔

75۔ ایضاً،ص ۷۹۰۔

Refrences

1. nasir abbas neyar, lisaniat aur tanqeed, p67

2. Henry Yule, A.C.Burnell Hobson Jobson: A Glossary of colloquial anglo Indian words and phrases of kindred terms, etymological, historical geographical and discursive .London : john murray publishers.1903.p

3. ibid .p679

4. ibid

5. ibid.p 631.

6. ibid.p48

7. ibid.p 934

8. ibid.p956

9. ibid.p42

10. ibidp.960

11. bid.p4,5

12. ibid.p48

13. ibid.709-710

14. ibid.p753

15. ibid.p754

16. ibid.570-571

17. ibid.p571-573

18. ibid.p778

19. ibid.p610

20. ibid.p635-637

21. ibid.652-657

22. ibid.p776

23. ibid.p809

24. ibid.p754-755

25. ibid

26. ibid.p756

27. ibid

28. ibid.p403,4 04

29. ibid. p581,583

30. ibid.p766

31. ibid.p806

32. ibid.p603

33. ibid.p 735-786

34. ibid.p 744

35. Mmaria termezi farhang hobson jobson translation , notes and annotation (M-Q),MS thesis ,iiui 2017.p

36. Henry Yule, A.C.Burnell,"preface" Hobson Jobson: A Glossary of colloquial anglo Indian words and phrases of kindred terms, etymological, historical geographical and discursive .London : john murray publishers.1903.p

37. ibid.p854

38. ibid.p853

39. ibid.p580

40. ibid.p853

41. ibid.p882

42. ibid.p706

43. Maria termezi farhang hobson jobson translation , notes and annotation (M-Q),MS thesis ,iiui 2017.p224

44. Henry Yule, A.C.Burnell,"preface" Hobson Jobson: A Glossary of colloquial anglo Indian words and phrases of kindred terms, etymological, historical geographical and discursive.1903.p210

45. ibid.p543

46. ibid.p531,532

47. ibid.p608,609

48. ibid.p697

49. ibid.p761

50. ibid.p635

51. ibid.p648,649

52. ibid.p664,665

53. ibid.p526

54. Maria termezi farhang hobson jobson translation , notes and annotation (M-Q),MS thesis ,iiui 2017.p 53

55. Henry Yule, A.C.Burnell, Hobson Jobson: A Glossary of colloquial anglo Indian words and phrases of kindred terms, etymological, historical geographical and discursive.1903.p556

56. ibid.p565

57. ibid.p574

58. ibid.p575

59. ibid.p805

60. ibid.p581

61. ibid.

62. ibid.p593

63. ibid.p598

64. ibid.p612

65. ibid.p604

66. ibid.p619

67. ibid.p601

68. ibid.p665

69. ibid.p578

70. Henry Yule, A.C.Burnell,"introductory remarks" Hobson Jobson: A Glossary of colloquial anglo Indian words and phrases of kindred terms, etymological, historical geographical and discursive .London : john murray publishers.1903..pviii

71. Henry Yule, A.C.Burnell, Hobson Jobson: A Glossary of colloquial anglo Indian words and phrases of kindred terms, etymological, historical geographical and discursive.1903.p754

72. ibid.765,766

73. ibid.p787

74. ibid.p788